مسئلہ کفائت پر بحث و نظر

(از مولوی عبدالجلیل صاحب متعلم دارالحدیث رحمانیہ دہلی)

الحمد للہ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فقد قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید وھو الذی خلق من الماء بشرا فجعلہ نسبا وصھرا وکان ربک قدیرا (فرقان) آپ نے آئے دن اخبارات اور جرائد اسلامیہ میں ملت بیضا کی مقناطیسی کشش اور جاذبیت کا مطالعہ کیا ہوگا۔ بیسوں واقعات اس پر شاہد عدل ہیں آج ہمیں یہ دیکھکر نہایت خوشی ہوتی ہے کہ مذہب اسلام کی صداقت اور اس کی حقانیت نے بڑی بڑی جماعتوں اور بہت سے باثر حضرات کو اپنا ایسا شیدائی بنا رکھا ہے کہ آج وہ اپنے خادم اسلام ہونے پر فخر کرتے اور سید البشر خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی کفش برداری کو اپنا طغرائے امتیاز سمجھتے ہیں حال ہی میں گاندھی جی کے فرزند ارجمند ہیرالال گاندھی کے قبول اسلام پر عالم اسلامی میں جو فرحت و سرور کی لہر دوڑ رہی تھی ابھی پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچی تھی کہ اچانک گاندھی جی کے ایک بہت بڑے شاگرد اور ان کی ایک بڑی جماعت کے قبول اسلام نے مسلمانوں کے گھروں کو بہجت و مسرت کی روشنی سے منور کر دیا الغرض اسلام کی تعلیمات حقہ اور اس کے اصول و قوانین کی شائستگی نے ایسا مسحور کر رکھا ہے کہ خود بخود اسلام کی حلقہ بگوشی کیلئے اغیار اسلام جوق در جوق نظر آرہے ہیں، بلاخوف تردید کہا جاسکتا ہے کہ دیگر مذاہب عالم کا اسلام سے مقابلہ کرنا نیر عالمتاب کو چراغ دکھلانا ہے اس کے حسن و جمال کے بارے میں اس کے سوا اور کیا کہا جاسکتا ہے ؎

بس تنگ نہ کر ناصح ناداں مجھے اتنا ✦ یا پھلکے دکھا دے دہن ایسا کمر ایسی

اسلام ہی وہ مذہب ہے جسے تمام محاسن و کمالات کا جامع کہنا درست ہے اسکے تمام مسائل فطرت و نیچر کے مطابق ہیں اس کے اصول و قوانین عقل کے خلاف نہیں بلکہ سب کے سب عین فطرت ہیں۔ بایں ہمہ کتب فقہ حنفیہ میں ایک ایسا مسئلہ بھی موجود ہے جسے کفاءت کے عنوان سے یاد کیا جاتا ہے جو اصول اسلام کے علاوہ اصول تمدن اصول مساوات اور اصول اخلاق سے بھی گرا ہوا ہے اسلئے ہم اپنے نئے اسلامی بھائیوں اور نیز دیگر تشنگان حق کے سامنے اپنا یہ زاویہ نگاہ پیش کردینا چاہتے ہیں کہ اس مسئلہ کی کوئی اصلیت نہیں اور مذہب اسلام سے اس کا کوئی تعلق نہیں اسلئے نئے حلقہ بگوشان اسلام کو اس مسئلہ کی طرف سے جو بھی خطرات نظر آئیں انھیں لاشے سمجھنا چاہئے کیونکہ دین حق سے انکا کوئی لگاؤ نہیں۔ یہ سب کچھ تو اندھی تقلید کی گمراہ کن آفت ہے جس کا بہوت مدت سے امت مسلمہ کے سر پر سوار ہے۔ چوتھی صدی کے اس تقلیدی عفریت کو کیا کہا جائے جس نے علماء سے لیکر طبقہ جہلاء تک کو حقانیت سے دور اور کورانہ روش اختیار کرنے پر مجبور کر دیا۔ مسئلہ کفائت کے بطلان پر یقین اور جزم رکھتے ہوئے میں یہ کہنے کی جرأت کرتا ہوں کہ اگر اس مسئلہ کو کوئی شرعی حیثیت حاصل ہو تو یہ مسئلہ یقینی طور پر ملت بیضا کے اس نقارۂ عام اسکی مساوات عامہ اور عالمگیر دعوت کے سخت منافی اور مکذب ہوگا۔ جس کی تبلیغ عہد رسالت کے عظیم الشان مجمع میں بایں الفاظ کامل ہو چکی تھی۔ لا فضل لعربی علی عجمی ولا لاحمر علی

اسود کلکم من ادم وادم من تراب یعنی کالے گورے عربی عجمی ہندی ترکی کے قومی امتیاز اور حسب ونسب ذات پات کے تفاخر اور تبختر کو حرف غلط کی طرح مٹا دیا جاتا ہے آج سے معیار شرافت تقویٰ و پرہیزگاری کو قرار دیکر سیادت وشیخیت کا باطل اور جاہلانہ عقیدہ محو کر دیا گیا ابوالبشر آدم علیہ السلام کی اولاد میں ماسوائے تقویٰ کے قومی نسبی ذاتی فضیلت اور برتری کسی کو حاصل نہیں تمام بنی نوع انسان کا سلسلۂ نسب ایک ہی ماں باپ سے جاملتا ہے اسلئے اتقاء اور خشیۃ اللہ کے علاوہ کوئی ایسی چیز نہیں جو کسی کیلئے وجہ تفوق اور موجب تفضل ہو۔

کفائت اور اسکی لغو اہمیت

کفو کے لغوی معنی نظیر مثیل۔ جوڑ۔ برابر۔ اور مساوی کے بیان کئے گئے ہیں دیکھو کتب لغات الکفوء والکفی المثل النظیر (المنجد) مگر اصطلاح فقہا میں زوجین کا نسبؔ۔ مالؔ و دولت۔ دینؔ واخلاق پیشہؔ وصنعت میں مساوی ہونا کفو ہے فقہاء کی یہ چند تقسیم ہے جسکا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اگر کسی عاقلہ بالغہ نے برضا ورغبت اپنا نکاح کسی ایسے شخص سے کرلیا جو نسب میں یا زر ودولت دین واخلاق پیشہ وحرفت میں عورت سے نیچا ہے تو شرعی طور پر اس کے اولیاء کو حق حاصل ہے کہ حاکم وقت کی عدالت میں مقدمہ دائر کرکے اس خود پسند کردہ نکاح کو جبراً فسخ کرادیں عورت ہزار راضی ہو مگر چونکہ ایک نیچے خاندان سے وابستہ ہونا چاہتی ہے اسلئے ہمارے "عدل گستر" فقہا اس بیچاری عورت کے حق میں تعزیرات فقہ کی ایک اہم ترین دفعہ "مخالفت کفو" نافذ کرکے اولیاء کو اختیار کلی دیتے ہیں۔ آج یہ مسئلہ بالعموم تمام مسلمانوں اور خصوصاً ہندی مسلمانوں کے ذہنوں میں اس طرح راسخ ہوچکا ہے جس کی مثال چھتریوں برہمنوں اور شودروں کے سوا دیگر اقوام میں مشکل سے ملیگی جس طرح ہنود کے اندر شرافت چھتری برہمن وغیرہ قوموں میں منحصر ہے اسیطرح وحدت ملی کی بھی تقسیم کی گئی اور مسلمانوں میں شیخ۔ سید۔ مغل۔ پٹھان وغیرہ معیار شرافت کے صحیح حامل قرار دیئے گئے۔ ہندوستان کے سادہ لوح مسلمانوں پر انکی ہمسایہ اقوام کے ہزارہا محدثات اور آبائی رسومات نے جس طرح سینکڑوں حملے کئے ٹھیک اسی طرح مسئلہ کفارت نے بھی سخت زخم کاری لگایا اور چونکہ متاخرین فقہاء نے انتہائی غلو سے کام لیا اور کفارت جیسے محض معاشرتی اخلاقی اور سوسائٹی کی حیثیت رکھنے والے مسئلے کو شریعت غراء کا ایک اہم ترین مسئلہ قرار دے دیا تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اخوت اسلامی۔ وحدت ملی کے ٹکڑے ٹکڑے اور پرزے پرزے اڑگئے اور وہ نخوت جاہلیہ تبختر نسبی اور وہ ذاتی وقومی تفاخر مسلمانوں میں پھر عود کر آیا جس کی دھجیاں آج سے چودہ سو سال قبل فضائے عرب میں اقوام عرب خصوصاً قریش جیسی متکبر ومغرور قوم کے سامنے بدیں الفاظ اڑائی جاچکی تھیں۔ یامعشر قریش ان اللہ قد اذھب عنکم نخوۃ الجاھلیۃ وتعظمھا بالآباء الخ اے قریش کی جماعت خداوند قدوس نے حسب ونسب کے تفاخر خاندانی اور آبائی نخوت وغرور اور قومی عجب وتکبر کو آج سے بالکل مٹا دیا یہ تو تھی اسلامی تعلیم مگر کچھ ایسے لوگ بھی گذرے جنھوں نے جاہلیت کا بھولا ہوا قصہ پھر یاد کرایا اور اولیاء کو اتنا حق دیا کہ اگر کوئی عاقلہ بالغہ اپنی رغبت سے کسی "حقیر پیشہ نیچی قوم" سے نکاح کرلے تو ولی قاضی وقت کے سامنے دعوی دائر کرکے نکاح فسخ کرا سکتا ہے یہی نہیں بلکہ اگر مہر مثل سے کم پر بھی بخوشی نکاح کرلیا ہو تو بھی ولی کو پورا اعتراض ہے یا تو شوہر پوری مہر مقرر کرے یا ولی تفریق کرادے (اگرچہ عورت اقل مہر ہی پر راضی ہے) فقہ کی مشہور ومتداول کتاب شرح وقایہ مطبوعہ قیومی پریس صفحہ ۳۰ ج ۲ پر اس عبارت کو ملاحظہ فرمائیے وان نکحت باقل من مھرھا ای من مھرمثلھا فللولی

الاعتراض حتی یتم او یفرق۔ اگر عورت نے مہر مثل سے کم پر نکاح کیا تو یا مہر کی تکمیل کرائی جائے یا تفریق کرادی جائے خیر اگر اسے درگذر بھی کیا جا سکتا ہے تو اس غلو کا کیا جواب ہے جو بڑے بڑے مقتدائے احناف سے سرزد ہوا بعض فقہار نے لکھا ہے کہ سرے سے غیر کفو میں نکاح منعقد ہی نہیں ہوتا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے بھی یہی روایت ہے وروی الحسن عن ابی حنیفۃ عدم جوازہ ای عدم جواز النکاح من غیر کفوء وعلیہ فتوی قاضیخان - یعنی حسن بن زیاد نے امام صاحب سے روایت کیا ہے کہ سرے سے غیر کفو میں نکاح ہی نہیں ہوتا قاضی خان صاحب فتاوی جن کا درجہ احناف میں وہی ہے جو ناک کا سارے اعضائے انسان میں ہے آپ بھی نہایت زور و شور کے ساتھ فرماتے ہیں جی ہاں غیر کفو میں نکاح منعقد ہی نہیں ہوتا گویا (آپ نے پوری ذمہ داری لے لی ہے) اسی طرح شمس الائمہ سرخسیؒ بھی فرماتے ہیں اقرب الی الاحتیاط وارحج یہی قول ہے۔ امام صاحب کا چونکہ یہ مسلک اور یہ مسئلہ عوام کے سامنے آچکا تھا اس لئے اب متاخرین بڑی بڑی طویل و عریض تعریفات اور فقہی موشگافیاں بھی شروع کر دیتے ہیں چنانچہ فرمایا جاتا ہے کہ اگر مطلقہ ثلثہ نے کسی سے غیر کفو میں نکاح کر لیا اور جماع و مصاحبت بھی ہوئی تو پھر بھی زوج اول کیلئے حلال نہیں کیونکہ نکاح منعقد ہی نہیں ہوا لہذا جماع و وطی بھی صحیح نہیں (گویا زنا بالشبہ ہے) اور جب جماع و وطی صحیح نہیں تو آیہ کریمہ حتی تنکح زوجا غیرہ کے ماتحت داخل بھی نہیں ایسے ہی اور بھی کچھ مسائل ہیں جو مسئلہ کفاءت کے ماتحت اختراع کئے گئے۔ شرح وقایہ صفحہ ۲۰ و ۲۱ ج ۲

کفو کی فقہی تقسیم

اجمالی طور پر کفو کے اعتبار کا تذکرہ آچکا ہے اب مفصل طور پر ان فقہی تقسیمات اور اکثر فروعات کا بھی ذکر کرنا ضروری ہے آپ غور سے ٹھنڈے دل کے ساتھ سنکر سمجھنے کی کوشش کریں۔ پہلی صورت کفاءت نسب کی ہے یعنی زن و شوہر جن کا باہمی نکاح مقصود ہے ضروری ہے کہ نسب و نسل میں برابر ہوں مگر یہ ساوات فی النسب صرف اہل عرب کے اندر ملحوظ ہے کیونکہ انہی کے انساب محفوظ ہیں۔ رہے عجمی تو ان کا نسب نامہ محفوظ نہیں اسلئے ان کے لئے دوسری شرط ہے جو عنقریب آئیگی۔ اب عرب کی بھی تقسیم کی گئی کہ قریش بعض آپس میں بعض کے کفو ہیں قریشیوں کا کوئی دوسرا عربی کفو نہیں جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اگر کسی قریشیہ نے قبیلہ قریش کے علاوہ دوسرے کتنے ہی شریف سے نکاح کر لیا (اگرچہ عربی ہی ہے) جب بھی بنا بر ایک روایت کے عقد ہی منعقد نہیں اور جب نکاح ہی صحیح نہیں تو مصاحبت کی حلت و حرمت کا فیصلہ ناظرین خود ہی کر لیں اور ظاہر الروایات کے مطابق اگر عقد صحیح بھی مانا جائے جب بھی اولیاء کو پورا حق حاصل ہے کہ قاضی کی عدالت میں دعوے دائر کر کے نکاح فسخ کرا سکتے ہیں اور اگر ابھی نکاح کرنا چاہتی ہے تو نکاح سے روک بھی سکتے ہیں۔ رہے عرب کے اور بقیہ قبائل تو ان میں بعض بعض کا کفو ہے۔ اس میں بھی بعض فقہا یہاں تک غلو کر گئے ہیں کہ قریش کو بھی دو حصوں پر منقسم کرتے ہیں ایک وہ خاندان جس میں خلافت اور تخت و تاج امور سلطنت اور نظام حکومت کی ذمہ داری رہی دوسرا وہ خاندان جو تاج و تخت سے محروم رہا آپس میں یہ دونوں خاندانِ قریش بھی کفو نہیں اسلئے اگر کوئی شہزادی خاندان خلافت کے یہاں ناز و نعمت میں پلی ہوئی ہے تو کسی ایسے قریشی سے جو خاندان خلافت سے تعلق نہ رکھتا ہو اگرچہ کتنا ہی شریف کیوں نہ ہو اگر نکاح کرنا چاہے تو ولی کو حق ہے کہ اس نکاح کو روک دے اور اگر خدانخواستہ کر ہی لیا تو ایک روایت کے مطابق عقد ہی صحیح نہیں ہوگا۔

کفاءت عجم ۔ عرب کے علاوہ عجمیوں میں کفاءت فی الاسلام معتبر ہے لیکن یہاں پر اسلام میں مساوات کے معنی یہ نہیں کہ زوجین

میں سے ہر ایک کو مسلمان ہونا چاہیئے اگر کوئی ان میں سے کافر ہے تو نکاح صحیح نہیں (کیونکہ طرفین کا مسلمان ہونا تو متفق علیہ مسئلہ ہے کوئی بھی اس کا قائل نہیں کہ مسلمان اور مشرکہ کافرہ یا مسلمہ اور کافر کا باہم نکاح درست ہے بلکہ تمام ائمہ کے نزدیک ہر ایک کا مسلمان ہونا شرط ہے اور یہی کفاءت فی الدین ہے) بلکہ کفارت فی الاسلام اور اس مساوات کے یہ معنی بیان کیئے گئے ہیں کہ اگر شخص ایسا ہو جسکے باپ اور دادا مشرف باسلام ہو چکے ہیں، تو یہ شخص ایسی عورت کا کفو ہو سکتا ہے جسکے آباء و اجداد مسلمان ہوں مگر وہ آدمی جس کا ابھی باپ ہی ایمان لایا ہے اور دادا کفر و ضلالت میں ڈوبا ہے یہ بدنصیب مسلم ایسی عورت کا کفو نہیں بن سکتا جس عورت کے باپ دادا یا اس کے اوپر اور دیگر اجداد اسلام لا چکے ہوں نیز اسی طرح جو شخص بذات خود اسلام سے مشرف ہوا ہے یہ بھی ایسی عورت کا جوڑا در کفو نہیں جس کا باپ مسلمان ہے (یہی آخری صورت اس وقت ہمارے نومسلم بھائیوں پر منطبق ہوتی ہے کیونکہ اکثر و بیشتر بذات خود اسلام لاتے ہیں فقہ کی بیجا تعزیرات کے مطابق مسلمہ عورت سے انکا نکاح یا منعقد ہی نہیں ہوگا یا اگر کوئی مسلمہ خاتون برضا و رغبت راضی ہوگئی تو اولیا نکاح سے روک سکتے ہیں اور اگر قسمت کی ماری کسی نے کر ہی لیا تو فسخ کرانیکا پورا حق ہے انا للہ وانا الیہ راجعون. کفارت عجمی کی یہ پہلی شرط ہے اس کے علاوہ دوسری شرط حریت اور آزادی ہے جسکی فقہی تفصیل یہ ہے کہ کوئی غلام حالت عبدیت میں کسی حرہ آزاد عورت کا جسکے آباء مسلم ہوں کفو نہیں یا وہ شخص جو کبھی غلام رہ چکا ہو اگرچہ فی الحال آزاد ہے اور آقا کے پنجۂ غلامیت سے رہا ہو گیا ہے یہ بدبخت بھی کسی حرہ اصلیہ کا کفو نہیں نیز جو شخص بذات خود ابتدا ء آفرینش ہی سے آزاد ہے مگر اس کا باپ کبھی غلام رہ چکا ہے یہ اس عورت کا کفو نہیں جس کے باپ دادا یا اکثر آباء و اجداد بوبن کے اوپر سب اسلام لا چکے ہیں. تیسری اور چوتھی شرط کفارت فی الدیانۃ اور کفات فی المال ہے نیز انھیں شروط میں سے ایک شرط کفارت فی الحرفۃ بھی ہے چونکہ یہ زیادہ محتاج بحث ہے اسلئے ہم اسکی تفصیل پر زیادہ توجہ کرتے ہیں۔ کفارت فی الحرفۃ کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ زوج پیشہ اور روزگاری میں عورت کے پیشہ سے حقیر اور کمتر نہ ہو مثلاً ایک حجام اور جولاہا کسی عطار زادی کا ان فقہاء کے قوانین وضعیہ اور مسائل اختراعیہ کے بموجب کفو ہرگز نہیں ہو سکتا. دیکھو شرح وقایہ جس میں صاف طور پر یہ موجود ہے فحائك او حجام او کناس او دباغ لیس بکفوء لعطار او بزاز او صراف وبہ یفتی الخ یعنی حجام اور جولاہا خاکروب اور چمڑے کا دباغت دینے والا عطار بزاز اور صراف کی بیٹیوں کا کفو نہیں زیادہ تفصیل اگر منظور ہے تو بحر۔ فتح۔ بنایہ۔ جامع الرموز۔ قاضی خان۔ بدائع۔ ظہیریہ وغیرہ کتب فقہ کا مطالعہ کیجیئے جن میں تفصیل کے ساتھ لوہار۔ دربان۔ سائیس۔ دھنیا۔ درزی۔ سقہ۔ بیطار۔ صراف۔ بزاز۔ عطار۔ حجام۔ جولاہا وغیرہ وغیرہ کی لغو تقسیمات و تفریقات سے سینکڑوں اوراق سیاہ نظر آئیں گے قرآن نازل ہو چکا تحریمات و تحلیلات اوامر و نواہی کی تفصیل و تشریح الیوم اکملت لکم دینکم الخ سے تمام ہو چکی احکام و شرائع کی تکمیل سیدنا خاتم الانبیا علیہ افضل الصلوات والتحیات سے ہو چکی پھر اس صورت میں ہم نہیں سمجھ سکتے ہمارے فقہاء خصوصاً متاخرین نے کیوں اتنا غلو کیا تحریم و تحلیل کا انھیں کیوں حق پہنچگیا جس کی وجہ سے یہ فتوے دینے پر مجبور ہوئے کہ غیر کفو میں عقد ہی صحیح نہیں اگرچہ اس قسم کے ہزاروں غلط مسائل سے کتب فقہ پر ہیں مگر مسئلہ کفو چونکہ اسلام کی ترقی کیلئے مانع اور نومسلموں کے تنفر کا باعث ہو رہا ہے اسلئے مجبوراً ایک دینی فریضہ سمجھکر اس مسئلہ کی اصلی حقیقت کو تحقیق کی روشنی میں دیکھنے اور "محدث" کے صفحات پر کھلے اور واضح لفظوں میں پیش کرنیکی جرأت کر رہا ہوں امید ہے کہ ناظرین کرام تعمق و امعان سے غور کر کے

انصاف فرمائینگے ۔ مسئلہ کفارت ایک فرسودہ مسئلہ ہے اس کی بے اصلیت اور بطلان پر بڑے بڑے شراح اور محدثین نے کافی بحثیں کی ہیں اور موجودہ دور میں تو ایسے کم لوگ ہیں جو اس کی تائید و تقویت میں قلمی و تحریری قدم اٹھائیں لیکن صد حیف آج بھی بعض ایسے دقیانوسی خیال اور جامد مقلدین سے دنیا خالی نہیں جو مسئلہ کفور کی ترویج و اشاعت میں کوشاں نظر آرہے ہیں چنانچہ دیوبند جیسی بزعم خود واحد درسگاہ سے کفارت کا پھٹا ہوا بوسیدہ اور کرم خوردہ جھنڈا "**غایۃ النسب**" کی صورت میں بلند ہوا اور عامۃ المسلمین کو تفریق ملت، تشتت و افتراق کی ایسی وسیع خلیج میں ڈالدیا گیا جس کی وجہ سے "واحد درسگاہ" کی وحدت بھی خطرے میں پڑگئی ۔ اسلام کے پردے میں فقہ کی خدمت کی جارہی تھی جسکا نتیجہ عوام کے سامنے نہایت ہی بھیانک شکل میں گذشتہ سنین میں ظاہر ہوچکا ہے اس جمود اور تقلیدانہ روش پر سخت تعجب ہوتا ہے کیونکہ یہ تو ضرور تسلیم کیا جاتا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بشر تھے انبیاء معصومین سے نہ تھے اسلئے اگر بمقتضائے بشریت آپ سے کسی مسئلہ میں اجتہادی اور کوئی قیاسی غلطی ہوگئی محض اس مجبوری کی بناء پر کہ آپ کو کوئی حدیث صحیح نہ مل سکی تو کیا ضروری ہے کہ ہم عقل کے پیچھے لٹھ لیکر دوڑیں اور خوامخواہ ایسے مسئلے کو مسائل شرعیہ میں داخل کرنیکی لاحاصل سعی کرتے ہوئے بدترین تاویلات سے کام لیں ۔ ہم بھی امام صاحب کو بڑا فقیہ متقی صوفی زاہد جید عالم مانتے ہیں لیکن معصوم نہیں کہتے بلکہ سینکڑوں مسائل میں انکی خطائے اجتہادی کا یقین رکھتے ہیں ۔ (باقی)

اسلام غیر مسلموں کی نظر میں

(از مولوی عبد الخالق صاحب جے پوری متعلم مدرسہ رحمانیہ دہلی)

حضرات مشہور مقولہ ہے کہ " الفضل ما شہدت بہ الاعداء " یعنی کسی چیز کی خوبی و فضائل اسوقت تک نہیں معلوم ہوسکتے جب تک کہ اس شئی کی شہادت اغیار و اعدا نہ دیویں اس میں کوئی شک نہیں کہ مذہب اسلام ہی ایک ایسا الہی قانون اور خدائی مذہب ہے کہ اس کے تمام قوانین و اصول بالکل عقل کے موافق اور مطابق ہیں یہی وجہ ہے کہ مذہب اسلام نے مختصر عرصہ میں وہ حیرت انگیز اور عالمگیر ترقی کی کہ دنیا حیران ہے ۔ آج عالم کا کوئی خطہ نہیں ہے جہاں پر اسلام کی نورانی کرنیں ضیا رباری نہ کررہی ہوں اگرچہ دشمنان اسلام نے اسلام کے آئین و قوانین پر اعتراض کئے ہیں لیکن یہ محض ان کے تعصب بے جا کا نتیجہ ہے کیونکہ آج میں اسلام کی خوبی اُن ہی لوگوں کے اقوال سے ثابت کرونگا جو اسلام سے ذرا بھی تعلق نہیں رکھتے ہیں لیکن انھوں نے انصاف سے کام لیتے ہوئے حقیقت کا اعتراف کیا ہے چنانچہ ذیل میں غیر مسلموں کے اقوال کو پیش کیا جاتا ہے ۔

جناب ایس پی اسکاٹ نے جو ایک مشہور مستشرق ہیں اپنی کتاب ہسٹری آف دی مورس امپائر ان یورپ میں لکھا ہے ہم کو چاہئے کہ اس غیر معمولی مذہب کی سرعت و ترقی اور اس کے دوامی اثرات کی قدر کریں جو ہر جگہ امن و امان